30897-حج کی تاریخ

سوال

میری گزارش ہے کہ آپ مجھے حج اوراس کے مشاعر کی تاریخ کے بارہ میں بتائیں، اس کی مثال یہ ہے کہ مسلمان صفا اورمروہ کے مابین سعی کرتے ہیں جوکہ ام اسماعیل ھاجرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کی تھی، لیکن اس کے علاوہ باقی چیزوں کے بارہ میں مجھے علم نہیں لھذا میری گزارش ہے کہ اس کے بارہ میں معلومات فراہم کریں۔
مثلا جمرات کو کنکریاں مارنا، طواف کرنا، میدان عرفات میں وقوف اورزمزم کا پانی پینا، منی اورمزدلفہ میں رات بسر کرنا، قربانی کرنا۔۔۔ الخ معلومات فراہم کرنے پر آپ کا شکریہ۔؟

پسندیدہ جواب

اہل اسلام کے مابین شروع سے لیکر آج تک سلف اورخلف سب کے ہاں اس پر اتفاق اوراجماع ہے کہ بیت اللہ کا حج دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، جیسا کہ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ کی حدیث سے واضح ہے۔

اوریہ بھی معروف ہے کہ حج بھی ساری عبادات کی طرح ایک عبادت ہے جس کے کچھ خاص اعمال ہے اوریہ اعمال اپنی ایک حیثیت اورھیئت رکھتے ہیں جنہیں صحیح طریقہ کے مطابق بجالانا واجب ہے مثلا میقات سے احرام باندھنا، طواف، اورصفا مروہ کے مابین سعی کرنا، وقوف عرفات، مزدلفہ میں رات بسر کرنا، اورجمرات کو کنکریاں مارنا اورقربانی ذبح کرنا، اوراس کے علاوہ باقی حج کے معروف اعمال میں سے۔

لھذا ان اعمال میں واجب اورضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ان اعمال کوکیا جائے، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے طریقہ میں بہت ساری احادیث مروی ہیں، اورامام ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب زادالمعاد اورحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب البدایۃ والنھایۃ میں ان احادیث کوجمع کرنے اوران سے نکلنے والے احکامات کے متعلق بہت زیادہ وسیع اورپر حاصل بحث کی ہے، اورمسلمان کوچاہیے کہ وہ ان احکام کوجاننے اوران پر عمل کرنے کا اہتمام کرے۔

پھر یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ حج میں کیے جانے والے اعمال کا اساسی اوربنیادی مقصد تواللہ تعالی کا ذکر کرنا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

{جب تم عرفات سے لوٹو تومشعر حرام کے پاس ذکر الہی کرو، اوراس کا ذکر ایسے کرو جیسے کہ تمہیں اس نے ھدایت دی ہے، حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے۔

پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں، اوراللہ تعالی سے بخشش طلب کرتے رہو یقینا اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے۔

پھر جب تم ارکان حج ادا کرچکو تواللہ تعالی کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباء واجداد کا ذکر کیا کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ، بعض لوگ وہ بھی ہیں جوکہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں دے، ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔۔۔۔۔}

حتی کہ اللہ تعالی نے کچھ آیات کے بعد یہ فرمایا:

.{اوران چند گنے چنے دنوں (ایام تشریق) میں اللہ تعالی کویاد کرو، دودن کی جلدی کرنے پر بھی کوئی گناہ نہیں، اورجوپیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، یہ پرہیزگار کے لیے ہے، اوراللہ تعالی سے ڈرتے رہواورجان رکھوکہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے}.البقرۃ(198-203)۔

اورعائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ : بیت اللہ کا طواف اورصفا مروہ کے مابین سعی اورجمرات کوکنکریاں مارنا اللہ تعالی کے ذکر کے لیے مقرر کیا گیا ہے ۔

امام بیھقی رحمہ اللہ نے اسے تعلیقا بیان کیا ہے اور مرفوع بھی روایت کیا گیا ہے لیکن اس روایت میں ضعف ہے دیکھیں البیھقی (145/5) ۔

اورمسلمان توارکان حج اوراعمال حج کی تعظیم ہی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے بھی اسے اس کی تعظیم کا حکم دیا ہے ، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے :

{یہ اوراب اورسنو!اللہ تعالی کی نشانیوں کی جو بھی عزت وحرمت کرے یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے} الحج (32) ۔

اورامام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حجر اسود کا بوسہ لیا اورفرمایا :

اگرمیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوتیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تومیں تیرا کبھی بھی بوسہ نہ لیتا ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1610) ۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالی اعمال حج کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

پھر یہ اشیاء توزائل ہوگئیں لیکن ان کے آثاراوراحکام باقی رہ گئے اورہوسکتا ہے جس نے اس کی صورت دیکھی اوراسے اس کے اسباب کا علم نہ ہوسکا تواس پران امورمیں اشکال پیدا ہوا ہو تووہ کہنے لگے : اس کا توکوئی معنی اورمقصد ہی نہیں ، لھذا میں نے آپ کے لیے نقل کے اعتبار سے اسباب بیان کردیے ہیں ، اوراب میں آپ کے لیے معنی میں بھی آسانی پیدا کرتے ہوئے ایک قاعدہ بتاتا ہوں جس پر تواس کی بنیاد رکھ سکتا ہے ۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ عبادت کی اصل معقول ہے ، اوروہ بندے کی اپنے مولا ومالک سبحانہ وتعالی کے لیے عاجزی وانکساری وذلت ہے ، لھذا نمازمیں وہ عاجزی وانکساری اوررب ذوالجلال کے سامنے ذلت کا اظہار ہے جس سے عبادت کا معنی سمجھا جاسکتا ہے ۔

اورزکاۃ میں نرمی ومہربانی اورخیر خواہی کا معنی سمجھا جاسکتا ہے ۔

اورروزے میں نفس کی شھوت کوختم کرنا اورتوڑنا ہے تاکہ وہ اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے مطیع اورتیار ہو ۔

اور بیت اللہ کے شرف اوراسے نصب کرنے میں کوئی مقصد ہے اوراس کے اردگرد کے علاقہ کواس کی تعظیم کے لیے حرم کا درجہ دیا گیا ہے ، اوروہاں مخلوق کا پراگندے اور بکھرے ہوئے بال لیے ہوئے آنا ایسے ہی ہے جیسے ایک غلام اپنے آقا ومولا کے سامنے ذلیل اورعذر پیش کرتے ہوئے پیش ہوتا ہے ، اوراس معاملے کی سمجھ بھی آرہی ہے ۔

اورنفس عبادت کرنے پرمانوس ہوتا ہے جواسے سمجھ آتی ہے ، تواس طرح اس کی طبعیت کا اس کی طرف میلان اس فعل کے کرنے اوراسے سرانجام دینے کا باعث بنتا ہے ، لھذا اس کے لیے ایسے کام مقرر کیے گئے جسے وہ نہیں سمجھتا تاکہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوئی کمی نہ ہواوروہ مکمل ہوجائے مثلا سعی اوررمی جمرات کرنا ۔

کیونکہ اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ، اورنہ ہی طبعیت کا اس میں میلان اورانس ہے ، اورنہ ہی عقل اس کے معنی کوپہنچ سکتی ہے ، تواس میں صرف اورصرف اطاعت وفرمانبرداری اورسر تسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی اورسبب نہیں اورباعث نہیں ، تواس وضاحت سے آپ کوعبادات غامضہ کے اسرارورموز سے واقفیت حاصل ہوسکتی ہے ۔ اھ دیکھیں : مثیر العزم الساکن (285/1-286) ۔

جب اس کی وضاحت ہوچکی توپھر اکثر اعمال حج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کی تاریخ ہمیں معلوم نہیں ، اوریہ ایسے امورہیں جن کی جہالت یعنی جن کی لاعلمی کا کوئی نقصان نہیں ، اوراس میں کچھ امورایسے بھی ہیں جن کی تاریخ بعض نصوص میں ملتی بھی ہے ، ذیل میں ہم اس میں کچھ کا ذکر کرتے ہیں :

1- حج کی فرضیت کب ہوئی یا پھر حج کب شروع ہوا ؟

اللہ سبحانہ وتعالی کا اس کے بارہ میں فرمان ہے :

{اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو، لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے} الحج (27) ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یعنی (اے ابراھیم) لوگوں میں اس گھر کے حج کا اعلان کردو جس گھر کے بنانے کا ہم نے آپ کو حکم دیا لوگوں کو اس کے حج کی طرف بلاؤ، لھذا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا :

اے میرے رب میں لوگوں تک یہ بات کیسے پہنچاؤں کیونکہ میری آواز تو ان تک نہیں پہنچ سکے گی ؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا : تم آواز دو اور اسے پہنچانا ہمارے ذمہ ہے ، تو ابراہیم علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے ، اور ایک قول یہ ہے کہ ایک پتھر پر کھڑے ہوئے ، اور ایک قول یہ ہے کہ صفا پہاڑی پر کھڑے ہوئے ، اور ایک قول یہ ہے کہ ابو قبیس پہاڑی پر کھڑے ہوئے ، اور آواز لگائی :

اے لوگو! بلاشبہ تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے لھذا تم اس کا حج کرو ۔

کہا جاتا ہے کہ پہاڑوں نے تواضع اختیار کی حتی کہ یہ آواز زمین کے کونے کونے میں سنی گئی ، اور جو کوئی ماں کے پیٹ اور باپ کی پشت میں تھا اسے نے بھی یہ آواز سنی ، اور جس نے بھی یہ آواز سنی چاہے وہ پتھر تھا یا درخت یا کچی اینٹ اور قیامت تک جس کے لیے اللہ تعالی نے لکھ دیا تھا کہ وہ حج کرے گا اس نے جواب دیا اور کہا لبیک اللھم لبیک ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور مجاھد ، عکرمہ ، سعید بن جبیر اور سلف رحمہم اللہ میں سے کئی ایک سے بھی یہی منقول ہے ۔ اھ دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (221/3) ۔

اور ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مثیر العزم الساکن میں اسی طرح مختصر ذکر کرکے اسے سیرت نگاروں کی طرف منسوب کیا ہے ۔ دیکھیں مثیر العزم الساکن (354/1) ۔

یہ تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل حج فرض ہونے کی تاریخ ہے ، اور دین اسلام میں فرضیت حج کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ حج کب اور کس سال فرض ہوا ۔

ایک قول تو یہ ہے کہ : چھ ہجری میں فرض ہو ، اور بھی کہا گیا ہے کہ ساتھ ہجری میں فرض ہوا ، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نو ہجری میں فرض کیا گیا اور ایک قول دس ہجری کا بھی ہے ۔

لیکن امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے بالجزم یہ بات کہی ہے کہ نو یا دس ہجری میں فرض ہوا تھا وہ اپنی کتاب زاد المعاد میں کہتے ہیں :

اس میں کوئی بھی اختلاف نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد ایک حج کے علاوہ کوئی اور حج نہیں کیا اور وہ بھی حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے ، اور اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ حج دس ہجری میں ہوا ۔ ۔ ۔ اور جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے میں جلدی کی اور اس میں ذرا برابر بھی تاخیر سے کام نہیں لیا ، اس لیے کہ حج کی فرضیت ہی نو یا دس ہجری تک مؤخر رہی ہے ۔ ۔ ۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ : آپ کے پاس اس کی دلیل کیا ہے کہ حج کی فرضیت نو یا دس ہجری تک مؤخر رہی ؟

تو اس کے جواب میں کہا جائے گا :

اس لیے کہ سورۃ آل عمران کا ابتدائی حصہ عام الوفود میں نازل ہوا، اوراسی سال نجران کا وفد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اورآپ کے ساتھ جزیہ دینے پر صلح کی، اورجزیہ جنگ تبوک کے سال نوہجری میں نازل ہوا، اوراس میں ہی سورۃ آل عمران کا ابتدائی حصہ بھی نازل ہوا۔۔۔۔اھ

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی تفسیر قرطبی میں کہتے ہیں :

عرب کے ہاں حج معلوم ومشہور تھا، اورجب اسلام آیا توانہیں اس سے ہی مخاطب کیا جسے وہ جانتے تھے اورجس کی انہیں معرفت تھی اسے ان پرلازم بھی کیا۔

دیکھیں : تفسیر القرطبی (92/2)، اورآپ احکام القرآن لابن العربی (286/1) بھی دیکھیں۔

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (32662) کے جواب کا بھی مطالعہ ضرور کریں۔

2- بیت اللہ کا طواف :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

{اورہم نے ابراہیم اوراسماعیل علیہم السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کوطواف کرنے والوں اوررکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو} البقرۃ (125)۔

اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بیت اللہ کا طواف ابراہیم علیہ السلام کے عہد مبارک سے ہی چل رہا ہے۔

3-رمل :

رمل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے تیز تیز چلنا، طواف قدوم میں مردوں کے لیے رمل کرنا سنت ہے عورتوں کے لیے نہیں اورطواف قدوم وہ طواف ہے جومکہ میں داخل ہوکرپہلا طواف کیا جائے۔

رمل کی ابتداء کس طرح ہوئی :

امام بخاری اورامام مسلم رحمہما اللہ تعالی نے اپنی اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مندرجہ ذیل روایت بیان کی ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اوران کے صحابہ کرام مکہ مکرمہ تشریف لائے تومشرکین مکہ کہنے لگے :

تمہارے پاس ایسی قوم آرہی ہے جسے یثرب کے بخار نے کمزور کردیا ہے، لھذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ تین چکروں میں رمل کریں۔۔۔۔

اورایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : رمل کروتا کہ مشرک تمہارے قوت کا مشاہدہ کرلیں۔۔۔۔

صحیح بخاری (470-469/2) حدیث نمبر (1602) صحیح مسلم (992-991/2) حدیث نمبر (1262)۔

4-زمزم اورصفا مروہ کے مابین سعی کرنا :

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ :

ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ھاجراور بیٹے اسماعیل علیہ السلام–وہ اسے دودھ پلاتی تھی–لے کرآئے اور بیت اللہ کے قریب زمزم کے اوپرایک بڑے درخت کے نیچے مسجد کے اوپروالے حصہ میں اتارااوران دنوں میں مکہ میں کوئی بھی نہیں تھا، اورنہ ہی وہاں پانی تھا توانہیں وہاں اتارااوران دونوں کے پاس ایک تھیلاجس میں کھجوریں تھیں اورایک پانی کا مشکیزہ رکھا ، پھرخودوہاں سے واپس چل دیے

توام اسماعیل رضی اللہ تعالی عنہاان کے پیچھے گئیں اورکہنے لگیں اے ابراہیم !آپ ہمیں اس وادی میں جہاں نہ کوئی انسان ہے اورنہ ہی کوئی چیزچھوڑکرکہاں جارہے ہیں ؟ یہ بات انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کوکئی بارکہی اورابراہیم علیہ السلام اس کی جانب پلٹ کربھی نہیں دیکھ رہے تھے ۔

تووہ کہنے لگیں کیاآپ کواللہ تعالی نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے ؟ توانہوں نے جواب دیا جی ہاں ، وہ کہنے لگیں پھراللہ تعالی ہمیں ضائع نہیں کرے گااورپھرواپس آگئیں اورابراہیم علیہ السلام وہاں سے چل دیے جب وہ اونچی جگہ پرپہنچے جہاں سے وہ انہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے تو بیت اللہ کی جانب اپنارخ کیااوران کلمات کہتے ہوئے دعا کرنے لگے اوراپنے ہاتھ اٹھادیے :

.{اے ہمارے پروردگار!میں اپنی کچھ اولاداس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے ، اے میرے رب یہ اس لیے کہ وہ نمازقائم کریں ، پس توکچھ لوگوں کے دلوں کوان کی طرف مائل کردے اورانہیں پھلوں کی روزیاں عطافرماتاکہ یہ تیری شکرگزاری کریں}.ابراہیم (37) ۔

لھذاام اسماعیل علیہ السلام کودودھ پلانے لگی اورخودوہ پانی پیتی رہی حتی کہ جب مشیکزے کا پانی ختم ہوگیا تواسے بھی پیاس لگی اوراس کے بیٹے کو بھی پیاس نے ستایا تووہ بیٹے کوپاؤں مارتا دیکھنے لگی یا یہ کہاکہ الٹ پلٹ ہوتا دیکھنے لگی تواسے برداشت نہ کرسکی اوراس حالت میں دیکھنا ناپسند کرتے ہوئے وہاں سے چل دی ، اورسب سے قریب صفا پہاڑی دیکھی تواس پروادی کی جانب رخ کرکے کھڑی ہوکرادھرادھر دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے جب کوئی بھی نظرنہ آیا توصفا سے اترگئیں اورجب وادی میں پہنچی تواپنی چادر کا ایک پلواوپراٹھالیا اورجس طرح کوئی کوشش کرنے والا شخص دوڑتا ہے اس طرح دوڑی اوروادی پارکرلی

پھرمروہ پہاڑي پرآئی اوراس پرکھڑے ہوکردیکھاکہ کوئی نظر آتا ہے کہ نہیں توہاں بھی کوئی نظرنہ آیا تواس طرح انہوں نے ساتھ بارایسا کیا ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تولوگوں کی صفا اورمروہ کے مابین یہی سعی ہے ۔

اورجب وہ مروہ پہاڑي پرچڑھی توایک آواز سنی توکہنے لگی چپ ، اپنے آپ سے مخاطب تھیں ، پھردوبارہ آواز سنی توکہنے لگی : میں نے تیری آواز سنی ہے اگرتوتیرے پاس کوئی مدد وتعاون ہے ، تودیکھاکہ زمزم کے قریب ایک فرشتہ کھڑا ہے تواس نے اپنی ایڑی کے ساتھ زمین کریدی ، یا یہ کہاکہ اپنے پرکے ساتھ زمین کریدی حتی کہ پانی نکل آیااورام اسماعیل اس کا حوض تیارکرنے لگی اوراپنے ہاتھ سے ایسے کررہی تھی ۔

اورپانی سے چلوبھربھرکراپنے مشکیزے میں بھرنے لگی جب وہ چلوبھرتی تووہاں سے اورپانی ابل کرباہر آجاتا ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللہ تعالی ام اسماعیل پررحم فرمائے اگروہ زمزم کوچھوڑدیتی یا یہ فرمایاکہ : اگروہ پانی سے چلونہ بھرتی توزمزم کاچشمہ ساری زمین پرجاری ہوجاتا اورپھیل جاتا ۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ : اسے فرشتہ کہنے لگا : تم ضائع ہونے سے نہ ڈرو اور خوف نہ رکھو، کیونکہ یہ بچہ اور اس کا باپ بیت اللہ تعمیر کرے گا، اور یقینا اللہ تعالی اس کے اہل وعیال کو ضائع نہیں کرے گا۔۔۔ الحدیث دیکھیں : صحیح بخاری (6/396-397) حدیث نمبر (3364)۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب مثیر العزام الساکن میں کہتے ہیں :

اس حدیث سے یہ بیان ہوتا ہے کہ اس کا نام زمزم کیوں رکھا گیا، کیونکہ جب پانی بہہ نکلا تو ھاجر نے اسے روک دیا تھا، ابن فارس لغوی کہتے ہیں : زمزم یہ ہے کہ آپ کہیں زممت الناقۃ، یعنی جب تو اونٹنی کو لگام ڈال کر اسے روکے۔ اھ دیکھیں : مثیر العزام الساکن (2/47)۔

5-میدان عرفات میں وقوف کرنا :

ابوداود اور ترمذی نے یزید بن شیبان رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میدان عرفات میں موقف سے دور جگہ پر وقوف کر رہے تھے تو ہمارے پاس ابن مربع انصاری رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے میں اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہاری طرف پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں انہوں نے آپ سے فرمایا ہے کہ :

تم اپنی جگہوں پر ہی رہو کیونکہ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی وراثت کی وراثت پر ہو۔

سنن ابوداود، سنن ترمذی حدیث نمبر (883) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن ابوداود (1688) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

بہت سارے اعمال حج ابراہیم علیہ السلام کے دور میں پائے جاتے تھے لیکن مشرکوں نے اس میں بعض امور ایسے پیدا کر لیے جو مشروع نہیں تھے، لھذا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے اس میں مشرکوں کی مخالفت کی اور مشروع اعمال حج بیان کیے۔

تاریخ حج اور اس کے کچھ اعمال کے بارہ میں یہ مختصر سا نوٹ تھا، آپ اس میں مزید تفصیل جاننے کے لیے حافظ ابن جوزي رحمہ اللہ تعالی کی کتاب مثیر العزام الساکن الی اشرف الاماکن کی مکمل پہلی جلد اور دوسری جلد کا ابتدائی حصہ مطالعہ کریں۔

اور مسجد حرام کی تاریخ کے بارہ میں تفصیل دیکھنے کے لیے ہم سائل سے گزارش کریں گے کہ وہ سوال نمبر (3748) کے جواب کا مطالعہ ضرور کرے

واللہ اعلم.